دین محمد فریدی (بھکر)

.........وہ کسر نفسی ثابت نہ کر سکا

میانوالی ۲۶، اپریل ۱۹۶۶ء کے مناظرے مابین حضرت مولانا لال حسین اختر اور قاضی نذیر لائیلپوری قادیانی کو سن کر ڈاکٹر نور خان صاحب مرحوم اور اس کے ساتھیوں کا ایمان بچ گیا۔ مگر اس مناظرے کی یادداشت میں قادیانی بائی کمان نے مناظرہ طے کرنے والے مربی کو تبدیل کر دیا۔ اس کی جگہ نیا مربی تعینات ہوا۔ اس کی شکل سے میں واقف نہیں تھا۔ وہ مربی خصوصی ہدایات کے ساتھ آیا۔ ڈاکٹر نور خان کو دوبارہ گھیرنے کی کوشش کرنے لگا ڈاکٹر صاحب سے ہمارا تو طنی تعلق تھا۔ ہرنولی سے ادویات وغیرہ لینے میانوالی جانا آنا اکثر ہوتا رہتا ان دنوں مذہبی جلسوں کا بھی زور تھا۔ میں ذہنی مطابقت کی وجہ سے جمیعتہ علماء اسلام کا رکن اور ضلعی مجلس شوریٰ کا بھی رکن تھا۔ جب بھی میانوالی جاتا ڈاکٹر نور خان صاحب سے ضرور ملتا۔ ایک دن اس کے مطب میں بیٹھا تھا۔ ڈاکٹر نور خان کے ساتھ ایک آدمی اور بھی تھا جسے میں نہیں جانتا تھا۔ میرا منہ بازار کی طرف تھا۔ سڑک سے ڈپٹی ایف سی میانوالی کا چپڑاسی گزرا مجھے دیکھ کر زور سے سائیکل کی بریک لگائی میں نے دیکھا کہ مجھے اشارہ سے باہر بلا رہا ہے۔ کیونکہ ہم دونوں پہلے سے واقف تھے۔ میں اٹھ کر اس کے پاس گیا تو مجھے کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب آپ مرزائیوں کے پاس کیسے بیٹھنے لگ گئے ہو۔ میں نے کہا کہ ڈاکٹر نور خان تو مرزائی نہیں وہ تو مسلمان ہے۔ کہنے لگا کہ ساتھ میں مرزائی مبلغ جو بیٹھا ہے۔ میں بڑا حیران ہوا فوراً اللہ تعالیٰ نے دل میں بات ڈالی۔ میں نے کہا کہ آؤ تمہیں تماشا دکھاتا ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے کام ہے مجھے پہلے ہی خیال تھا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ یہ مرزائی ہے۔ میں واپس مطب میں داخل ہوا۔ ڈاکٹر نور خان شاعرانہ مزاج رکھتے تھے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ ڈاکٹر صاحب مجھے ایک شعر کا مطلب سمجھا دیں میری سمجھ میں نہیں آرہا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کونسا شعر ہے۔ میں نے کہا کہ ایک شاعر کا یہ شعر ہے۔ کہ

کِرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

ڈاکٹر صاحب نے شعر سن کر کہا کہ یہ کس الو کے پٹھے نے شعر کہا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ مربی صاحب بتائیں گے کہ یہ کس الو کے پٹھے کا شعر ہے۔ میرے اور ڈاکٹر صاحب کے مابین گفتگو سن کر مربی صاحب کا چہرہ فق ہو گیا اور ڈاکٹر نور خان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب میں نہ کہتا تھا کہ دین محمد بڑا شرارتی

ہے اسے اپنے پاس نہ بیٹھنے دیا کریں۔ دیکھ لیا نا ابھی کیا شرارت کی! میں نے کہا کہ مربی صاحب میں نے ڈاکٹر صاحب سے شعر کا مطلب پوچھا ہے۔ اس میں شرارت کی کیا بات ہے۔ یہ شعر آپ پڑھیں تو عقیدت سے مرزا کا الہام سمجھیں۔ میں نے پڑھ دیا تو شرارت ہو گیا۔ کہا یہ "در ثمین" میں مرزا قادیانی نے خود اپنے متعلق نہیں لکھا۔ شعر سن کر ڈاکٹر صاحب ہی نے کہا ہے کہ یہ کس الو کے پٹھے کا شعر ہے میں نے تو نہیں کہا۔ جب آپ کے مرزا نے ایسے اشعار کہے ہیں تو برداشت کرو۔ مربی کہنے لگا کہ جی یہ کسر نفسی ہے۔ اللہ والے کسر نفی میں اپنے کو گھٹاتے ہیں بڑھاتے نہیں۔ سب بزرگوں نے کسر نفسی کی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ بات تو چھوڑو مرزا نے اپنے کو بڑھایا ہے کہ نہیں۔ اگر میں یہ ثابت کردوں کہ مرزا نے تو اپنے کو اتنا بڑھایا کہ خدائی کا دعویٰ دار بن گیا تو آپ کہیں گے کہ دین محمد شرارت کرتا ہے۔ مجھے یہ ثابت کر دیں کہ تاریخ میں کسی بزرگ نے ایسی کسر نفسی کی ہو کہ اپنے آپ کو انسانوں کا............ کہا ہو میں تمہاری مخالفت چھوڑ دونگا۔ قریشی کہنے لگا میں ثابت کردوں گا۔ میں نے کہا کہ کرو۔ کہنے لگا پھر ثبوت مہیا کردونگا میں نے ڈاکٹر نور خان صاحب سے کہا کہ جب یہ ثبوت لائے مجھے بر نولی سے بلالیں تقریباً ایک ہفتہ کے بعد میں میانوالی ڈاکٹر نور خان کے پاس گیا تو یہ دیکھا ڈاکٹر صاحب کی میز پر شیشہ کے نیچے نمایاں طور پر لکھا ہوا ہے کہ مرزا غلام قادیانی نے اپنے متعلق فرمایا۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

میں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب سناؤ مربی کسر نفسی کا ثبوت لایا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ کی بڑی مہربانی کہ میری جان ان خبیثوں سے چھوٹ گئی۔ باوجود کہ مناظرے میں انہیں بڑی شکست ہوئی مگر یہ میرا پیچھا کسی صورت میں چھوڑنے کو تیار نہیں تھے میں نے کئی دن مطالبہ کیا کہ کسر نفسی کا ثبوت لاؤ کہ اسلام میں کس بزرگ نے اپنے آپ کو کسر نفسی میں اتنا گرایا ہو۔ مگر وہ کوئی ثبوت مہیا نہ کر سکے۔ روزانہ ادھر اُدھر کی باتیں کرتے اور تمہاری مخالفت میں بے سروپا کہانیاں بناتے رہے۔ میں نے تنگ آکر کل سے یہ شعر خوش خط لکھوا کر میز پر رکھ دیا۔ مربی نے کل جو دیکھا خاموشی سے چلا گیا اور اب تک نہیں آیا۔ اور اس بازار میں اب یہ شعر مشہور ہو گیا پتہ چلا ہے کہ اس نے اس بازار میں بھی آنا چھوڑ دیا۔ کیونکہ مسلمانوں کے ہاتھ حربہ آ گیا ہے جب بھی کوئی مسلمان مربی کو دیکھتا ہے تو زور سے آواز دیتا ہے کہ مرزا کون تھا تو دوسرا زور زور سے یہ پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ اب ہمیں امید ہے کہ کوئی مرزائی ہمارے بازار کا رخ نہیں کرے گا۔